الرحیم حیدرآباد مئی ۶۴ء

DELHI
٨٠
12 MAY 1964

ایڈیٹر صاحب

چاہتا ہوں کہ پروفیسر خالد عمر صاحب کے طویل مکتوب پر کچھ لکھوں۔ لیکن اس سے چونکہ لمبی چوڑی بحثوں کا دروازہ کھل جائیگا۔ جس کا کہ شاید "الرحیم" متحمل نہ ہو، اس لئے یہاں صرف چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔

صاحب موصوف کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ ایک "قدیم" چیز کو محض اس لئے ترک کر دینا کہ وہ "قدیم" ہے، صحیح نہیں، لیکن انہوں نے یہ جو فرمایا ہے، کہ "انسانی عقل تو صدیوں میں ایک چھوٹے سے کیڑے کے متعلق بھی صحیح معلومات نہیں حاصل کر سکتی"۔ یہ حقیقت نہیں۔ انسانی عقل نے تجربہ، مشاہدہ اور مسلسل جدوجہد کے ذریعہ خدائی کائنات کے وہ وہ رازِ سربستہ معلوم کئے ہیں کہ سائنس سے تھوڑی بہت شُد بُد رکھنے والا بھی اس سے واقف ہے۔ عقل بھی آخر عطیہ خداوندی ہے۔ اور اس کے کمالات بھی ایک لحاظ سے اسی ذات حق کے کمالات ہیں، جو مصدرِ وحی و الہام ہے۔

پروفیسر صاحب کا یہ ارشاد کہ "نہ دنیا بدلتی ہے، نہ زمانہ بدلتا ہے، نہ انسانی فطرت بدلتی ہے ....." بدیہی طور سے حقیقتِ واقعی کے اتنا خلاف ہے کہ شاید ہی کوئی ذی ہوش انسان اس سے اتفاق کرے۔ بقول اقبالؔ یہاں "تو ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں"! یہ دعوی کہ نہ دنیا بدلتی ہے، نہ زمانہ، قدامت کے حق میں غیر منطقی سی دلیل ہے۔

آخر میں موصوف نے یہ جو فرمایا ہے کہ "مسلمانوں کے لئے "حَکَم" کا مرتبہ قرآن اور سیرت خاتم النبین کو حاصل ہے، اور اس لئے اسلاف کا نام لے کر ایسی (یعنی تجدد کی) "کوشش" کرنا بے سود ہوگا"، سو عرض یہ ہے کہ بے شک "حَکَم" تو قرآن و سیرت ہی ہے، لیکن اگر ان سے اسلاف کا کوئی استنتاج حجت نہیں تو آپ اس سے جو نتیجہ نکالیں گے، وہ کیسے حجت مانا جائے گا۔ اس بارے میں صواب و ناصواب کا آخر معیار کیا ہے؟

الطاف جاوید۔ مارٹن روڈ، کراچی